سوال

(468) امام نمازمیں سورۃالفاتحہ کے شروع میں بسم اللہ جہرًا پڑھے یا سرًا؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بعض ائمہ مساجد جہری قرأت والی نمازوں میں سورت الحمد سے پہلے یعنی افتتاح کی صورت میں بسم ا نہیں پڑھتے اور نہ ہی الحمد کے بعد قرأت والی سورت سے پہلے بسم ا پڑھتے ہیں۔ استفسار کی صورت میں بخاری شریف کا حوالہ دیتے ہیں جب کہ ہمارے اکثر جلیل القدر اہلِ حدیث بزرگ قرأت میں بسم ا بھی جہری آواز سے ہی پڑھتے ہیں۔ اس نئی ایجاد سے مقتدیوں کو سہو بھی ہوجاتا ہے اور نماز کی ترتیب وہیئت میں کمی بیشی کا احتمال بھی رہتا ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا سوال کا جواب قرآن وحدیث سے ارشاد فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز میں ''بسم ا '' کے جہر اور عدم جہر کے بارے میں روایات کے اختلافات کی بناء پر اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں۔ کچھ لوگ جہر کے قائل ہیں۔ جب کہ دوسرا گروہ عدمِ جہر کا نظریہ رکھتا ہے۔ اوّل الذکر کے قُدوَہ (پیشوا) امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔ ثانی الذکر میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا شمار ہوتا ہے۔ تیسرے گروہ نے دونوں طرح جواز کو اختیار کیا ہے۔ ان میں سے شیخ البخاری، امام اسحاق بن راہویہ ; ہیں۔ بعد میں امام ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی اسی مذہب کو ترجیح دی ہے۔

اورصاحب ''المرعاۃ'' فرماتے ہیں: 'وَهُوَالرَّاجِحُ عِندَنَا' (۱/۵۹۱)

یعنی ہمارے نزدیک راجح مسلک یہی ہے۔

شیخنا محدث روپڑی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بِسمِ اللّٰہِ'' دونوں طرح درست ہے، خواہ سرّی پڑھے یا جہری۔ فتاوٰی اہلحدیث ۲/۱۳۸

اور سرّی پڑھنے کے دلائل سے ''صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے، جس کی طرف سائل نے اشارہ کیا ہے:

'عَن أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ،اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، وَاَبَا بَکرٍ، وَعُمَرَ کَانُوا یَفتَتِحُونَ الصَّلٰوةَ بِالحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِینَ' صحیح البخاری،باب مایقول بعد التکبیر،رقم:۷۴۳،

اور سعودی عرب کے مفتیٔ اعظم شیخنا سماحۃالشیخ عبدالعزیز بن عبدا بن باز رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''وَالصَّوَابُ تَقدِیمُ مَا دَلَّ عَلَیهِ حَدِیثُ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ مِن شَرعِیَّةِ الاِسرَارِ بِالبَسمَلَةِ لِصِحَّتِهٖ ، وَصَرَاحَتِهٖ فِی هٰذِهِ المَسئَلَةِ ۔ وَکَونُهٗ نَسِیَ ذٰلِکَ ، ثُمَّ ذَکَرَهٗ لَا یَقدَحُ فِی رِوَایَتِهٖ ۔ کَمَا عُلِمَ ذٰلِکَ فِی الاَصُولِ ،

وا مصطلح   و حمل رِوایۃُ من روی الجہر بالبسملۃِ علی أنَّ النبیَّ ﷺ کان یجہرُ بہا فِی بعضِ الأحیانِ، لیعلم من ورائہ أنّہ یقرأُہا۔ وبہذا تجتمعُ الأحادِیثُ   وقد وردت أحادِیثُ صحیحۃٌ تؤیِّدُ ما دلّ علیہ حدِیثُ أنسٍ من شرعیّۃِ الإسرارِ بالبسملۃِ'' (واللہُ أعلمُ) حاشیہ فتح الباری ۲/۲۲۹

یعنی مسئلہ ہذا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے صحیح اور مصرح ہونے کی بناء پر اس کو مقدم کرنا حق و صواب ہے اور ان کا اس کو بھول کر، پھر یاد کرلینا، روایت میں قادحہ (معیوب) نہیں۔ جس طرح کہ علمِ اصول میں معروف ہے۔ لیکن جس سے جہری ''بسملہ'' مروی ہے۔ وہ اس پر محمول ہے، کہ نبی ﷺ بسا اوقات جہری پڑھتے، تاکہ مقتدی کو اس کی قرأت کا علم ہوجائے۔ اس طرح تمام مختلف روایات میں توفیق اور تطبیق ہوجاتی ہے۔ نیز کچھ اور بھی صحیح احادیث حدیث انس رضی اللہ عنہ کی مؤید ہیں کہ بسملہ سرّی پڑھنی چاہیے۔ (وا   أعلم)

واضح ہو کہ اصل قدر و قیمت دلائل کی ہے۔ پھر عمل اسی کے تابع ہونا چاہیے۔ جب کہ جملہ مستندات اسرار (معتبر روایاتِ سرّی) کے مؤید (تائید میں) ہیں۔ لہٰذا میرے نزدیک بھی راجح بات ''بِسمِ اللّٰہ'' کو پوشیدہ پڑھنا ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! حاشیہ کتاب ''صلوٰۃ الرسول ﷺ: ۲۳۶تا۲۳۷، (وا   أعلم بالصواب)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 397

محدث فتویٰ